59925-کیا نماز فجر میں دعائے قنوت کرنے والے کے پیچھے نماز ادا کر لیں ؟

سوال

ہم جنوبی ایشاء کے ایک اسلامی ملک میں بستے ہیں جہاں حکومت نمازوں میں شافعی المسلک اماموں کی تقلید کرنے کا حکم دیتی ہے، کیا ہم ان مقلدین کے پیچھے نماز ادا کر لیں ؟
یہ علم میں رہے کہ وہ فجر کی نماز میں قنوت کرتے ہیں، ان کا اعتقاد ہے کہ یہ سنت ہے، اور اگر فجر میں قنوت بھول جائیں تو سجدہ سہو کرتے ہیں ؟

پسندیدہ جواب

اول :

نماز فجر میں قنوت پر مداومت اور ہمیشگی کرنا سنت نہیں، اس کا بیان سوال نمبر (20031) اور (5459) کے جواب میں گزر چکا ہے، آپ سے گزارش ہے اس کی مطالعہ ضرور کریں.

دوم :

نماز فجر میں قنوت کرنے والے امام کے پیچھے آپ کا نماز ادا کرنا صحیح ہے، اور اگر نماز فجر میں تسلسل سے قنوت نہ کرنے والا کوئی امام ملے تو اس کے پیچھے نماز ادا کرنا اولی اور بہتر ہے، تا کہ سنت پر عمل ہو سکے.

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالی علماء کرام کے مختلف فیہ اجتہادی مسائل مثلا نماز فجر اور وتر وغیرہ میں دعائے قنوت کے متعلق کہتے ہیں :

"علماء کرام اس پر متفق ہیں کہ اگر وہ دونوں میں سے کوئی کام بھی کر لے تو اس کی عبادت صحیح ہے، اور اس پر کوئی گناہ نہیں، لیکن اس میں تنازع ہے کہ افضل کیا ہے، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل کیا تھا ؟

فجر اور وتر میں قنوت، اور بلند آواز سے بسم اللہ پڑھنے، اور اعوذ باللہ کے وصف والا مسئلہ بھی اس میں سے ہے.

چنانچہ اس پر اتفاق ہے کہ جس نے بلند آواز سے بسم اللہ پڑھی اس کی نماز صحیح ہے، اور جس نے پست آواز میں پڑھی اس کی نماز بھی صحیح ہے، اور جس نے نماز فجر میں قنوت کی اس کی نماز صحیح ہے، اور قنوت نہ کرنے والے کی نماز بھی صحیح ہے، اور اسی طرح وتر میں بھی" اھ

اور شیخ الاسلام رحمہ اللہ کا یہ بھی کہنا ہے :

"ہم نے جو کچھ بیان کیا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ قنوت مصائب اور مشکلات کے وقت کی جاتی ہے.....

اور جو اسے نماز کا جزء قرار دیتے ہوئے رہ جانے کی صورت میں اس کی کمی سجدہ سہو کی صورت میں پوری کرتے ہیں، ان کی بنیاد یہ ہے کہ یہ سنت ہے اور مسلسل کرنا ہی سنت ہے، انہوں نے اسے پہلی تشہد وغیرہ کے مرتبہ پر رکھا ہے.

یہ واضح ہوچکا ہے کہ معاملہ ایسا نہیں، چنانچہ یہ سنت مؤکدہ نہیں اور نہ ہی اس کی بنا پر سجدہ سہو کیا جائیگا، لیکن جو شخص اس میں تاویل کر کے اس کا اعتقاد رکھے، تو سب اجتھادی مسائل کی طرح اس میں بھی اسے تاویل کا حق ہے.

اس لیے مقتدی کو چاہیے کہ وہ اجتھادی مسائل میں اپنے امام کی اقتدا و پیروی کرے، اگر وہ قنوت کرتا ہے تو اس کے ساتھ قنوت کرے، اور اگر قنوت نہیں کرتا تو نہ کرے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

"امام اس لیے بنایا گیا ہے کہ اس کی اقتدا کی جائے"

اور یہ بھی فرمایا:

"اپنے اماموں کی مخالفت نہ کرو"

اور صحیح میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ثابت ہے:

"وہ تمہیں نماز پڑھائیں گے، اگر تو درست ہوئے تو تمہارے اور ان کے لیے ہے، اور اگر وہ غلطی کریں تو تمہارے لیے (اجر و ثواب ہے) اور ان کے لیے اس کا وبال" اھ

دیکھیں: مجموع الفتاوی الکبری (115/23).

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ تعالی سے درج ذیل سوال دریافت کیا گیا:

ہمارے ہاں امام ہمیشہ نماز فجر میں قنوت کرتا ہے، کیا ہم اس کی اقتدا کریں، اور کیا ہم اس کی دعاء پر آمین کہیں؟

شیخ رحمہ اللہ تعالی کا جواب تھا:

"جو شخص نماز فجر میں قنوت کرنے والے امام کے پیچھے نماز ادا کرے اسے نماز فجر کی قنوت میں اپنے امام کی اقتدا کرنی چاہیے، اور وہ اس کی دعائے خیر میں آمین کہے، امام احمد رحمہ اللہ تعالی نے یہی بیان کیا ہے" اھ

دیکھیں: مجموع فتاوی ابن عثیمین (177/14).

مستقل فتوی کمیٹی سے درج ذیل سوال کیا گیا:

کیا نماز میں سدل (ہاتھ چھوڑ کر نماز ادا کرنا) کرنے والے اور نماز فجر کی آخری رکعت میں ہمیشہ قنوت کرنے والے شخص کے پیچھے نماز ادا کرنا جائز ہے؟

کمیٹی کا جواب تھا:

نماز میں داہنا ہاتھ بائیں پر رکھنا سنت ہے، اور ہاتھ چھوڑنا خلاف سنت اور اسی طرح نماز فجر کی آخری رکعت میں ہمیشہ قنوت کرنا بھی خلاف سنت ہے، جیسا کہ بعض مالکی اور شافعی کرتے ہیں؛ کیونکہ ایسا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں، بلکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو مصائب اور مشکلات پیش آجانے کی صورت میں قنوت کیا کرتے تھے، اور نماز وتر میں قنوت کیا کرتے تھے.

اور اگر امام نماز ہاتھ چھوڑ کر اور صبح کی نماز میں ہمیشہ قنوت کر کے نماز ادا کرتا ہو، جیسا کہ سوال میں بیان ہوا ہے، اہل علم نے اسے سنت پر عمل کرنے کی نصیحت اور راہنمائی کی ہے اگر تو وہ بات مان لے تو الحمد للہ اور اگر وہ انکار کرے، اور اس کے علاوہ کسی اور پیچھے نماز با جماعت ادا کرنا آسان ہو تو سنت پر عمل کرنے کے لیے اس کے پیچھے نماز ادا کی جائے گی، اور اگر اس میں آسانی نہ ہو تو نماز با جماعت کی حرص رکھتے ہوئے اس کے پیچھے نماز ادا کی جائیگی، بہر حال نماز صحیح ہے. اھ

دیکھیں: فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء (366/4).

واللہ اعلم.